بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ✦ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ
الفضل
ربوہ

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | منگل ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ ۱۲ احسان ۱۳۶۳ ہش ۱۲ جون ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۳۵

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۱ احسان / جون حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔"

احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولائے کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں اور فضلوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

یہ رمضان ہمیں سنبھالنے اور پناہ دینے کیلئے عین وقت پر آیا ہے

بہت دعائیں کریں اور خاص طور پر اپنے ربّ سے اُس کی محبّت مانگیں!

اگر یہ ہو جائے تو ہم نے گویا اپنی زندگی کا مقصد پالیا۔ جس کو خدا مل جائے اس کو پھر اور کیا چاہیئے

گزشتہ سال مورخہ ۱۷ جون ۱۹۸۳ء کو سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

"یہ رمضان المبارک بہت برکتوں والا مہینہ ہے۔ بہت بروقت آیا ہے۔ ایک طرف مخالف خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل رہے ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیاری آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ داخل ہو جائے گا اللہ کی رحمت کے دروازے اُس پر کھولتا چلا جائے گا۔ پس اس مہینہ کو اپنی زندگی میں داخل کرلیں خود اس مہینہ میں داخل ہو جائیں کیونکہ اس سے بہتر امن کی اور کوئی جگہ نہیں۔ حضرت (بانیٔ سلسلہ احمدیہ۔ ناقل) فرماتے ہیں: ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

یہی وہ مضمون ہے کہ عدو جب شور و فغاں میں بڑھ گیا تو ہمیں اپنے پیارے ربّ کے حضور پناہ ملی اور جس طرح بچہ خوفزدہ ہو کر ماں کی گود میں گھستا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ماں اُس کو چاروں طرف سے لپیٹ لیتی ہے اور کوئی وار ایسا نہیں ہو سکتا جو ماں پر پڑے بغیر بچہ پر پڑ جائے ویسا ہی نقشہ حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ناقل) نے کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں: ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں"

ہم تو اپنے یارِ نہاں میں چھپ بیٹھے ہیں۔ اے لوگو! اب کس پر وار کرو گے ..... جس کو خدا کی پناہ حاصل ہو اس کے لئے خوف کا کون سا مقام ہے؟

حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ناقل) کے کلام کو سمجھیں تو حقیقت یہ ہے کہ ہر دنیاوی خوف سے آپ آزاد ہو جائیں گے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے ہر مشکل کا علاج اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور ہر آگ کو ٹھنڈا کرنے کا نسخہ عشقِ الٰہی کی آگ ہے اور عشقِ الٰہی کی یہ آگ رمضان میں خوب بھڑکتی ہے۔ حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ناقل) فرماتے ہیں کہ اس مہینہ کا رمضان نام ہی اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی تپش پائی جاتی ہے۔ اللہ کی محبت جولانی دکھاتی ہے۔ ایک خاص گرمی کی لپیٹ (باقی صفحہ ۸ پر)

● میری بہن مبارکہ سیّد بیگم سیّد خلیل احمد صاحب کراچی کو اللہ تعالیٰ نے ۸ جون بروز جمعۃ المبارک شادی کے آٹھ سال کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک! نومولودہ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ کی نواسی اور مکرم سیّد باغ علی شاہ صاحب مرحوم آف گجرات کی پوتی ہے۔ بچی کا نام "درِ مکنون" تجویز ہوا ہے۔ بچی کی والدہ کی طبیعت بوجہ اپریشن زیادہ خراب ہے احباب جماعت کی خدمت میں دونوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کی والدہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور بچی کو نیک اور خادمۂ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین!

(راضیہ سیّد، بشریٰ سیّد بنت سیّد احمد علی شاہ صاحب ربوہ)

● محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ لیڈی ڈاکٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ جگر اور تلی کی خرابی کی وجہ سے کئی روز سے بیمار ہیں۔ آج طبیعت قدرے بہتر ہے۔ گزشتہ دنوں شدید درد کی وجہ سے طبیعت بہت ناساز تھی۔ ڈاکٹر صاحبہ کا وجود اہل ربوہ کیلئے بہت مفید اور نفع رساں ہے۔ بزرگان اور احباب جماعت سے اس مخلص خادمۂ دین کے لئے خصوصی عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ مولا کریم اپنا فضل کرے اور محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ کو جلد صحت کاملہ عطا کرے اور محترمہ ڈاکٹر صاحبہ کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا کرے

فطرانہ و عید فنڈ

احباب جماعت فطرانہ پانچ روپے فی کس اور عید فنڈ حسب حیثیت ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ناظر بیت المال)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل روزنامہ ربوہ

۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

۱۲ احسان ۱۳۶۳ ہش

خدا کی راہ میں تلخی اٹھانے کا رفیع الشان انعام

خدائی جماعتیں عظیم الشان مقصد کے تحت معرض وجود میں آتی ہیں۔ وہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ خود حق پر مضبوطی سے قائم رہیں بلکہ حق کو دنیا میں پھیلا کر نوع انسانی کی فلاح و نجاح کا ذریعہ بنیں۔ یہ کام آسان نہیں ہوتا۔ لازمی طور پر اس راہ میں انہیں دنیا بھر کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ ہر چہار طرف سے خطرات میں گھر جاتی ہیں۔ ان خطرات سے محفوظ رہنے کی ایک ہی راہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسا بنائیں کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کی مورد بن کر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی حفاظت اور امان میں لے آئیں اور اس طرح انہیں معرض وجود میں لانے والا خدا ان کی سپر بن جائے۔

اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ خدائی جماعت کے افراد متاع الحیوۃ الدنیا کو اہمیت نہ دیں بلکہ دین کی حفاظت اور اس کی سربلندی کی خاطر اس دنیا اور اس کی قیمتی سے قیمتی متاع کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہیں۔ دین کی خاطر دنیا کو قربان کرنے میں دکھ اٹھانا اور سختیاں جھیلنا ناگزیر ہوتا ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر ہر دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اس راہ میں قدم اٹھانے کے بعد اسے پیچھے نہیں ہٹاتا بلکہ بے خوف اور نڈر ہو کر آگے ہی آگے قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ جسے ہر قدرت اور طاقت حاصل ہے اور جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔ اور جب کوئی انسان خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہو کر اس کی پناہ میں آجاتا ہے تو کوئی اسے غلبۂ حق کے مقصد میں ناکام کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی جماعت کو بار بار یہ نصیحت فرمائی ہے کہ وہ دنیا سے دل نہ لگائیں بلکہ دین کی خاطر دنیا کو قربان کر کے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی پناہ میں لے آئیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ انہیں پیارے بچے کی طرح اپنی گود میں لے لے گا اور وہ کمزور اور ناطاقت ہونے کے باوجود خطرات سے محفوظ ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں خدا تعالیٰ خود انہیں پروان چڑھاتا اور ان کی کمزوری اور ناطاقتی کو رفتہ رفتہ زور اور قوت میں بدلتا چلا جائے گا۔ مثال کے طور پر آپ اپنی جماعت کے افراد کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر، اپنی لذات کو چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔"

(رسالہ الوصیت)

اس سے ظاہر ہے کہ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ نہ ہونا بلکہ انہیں قربان کر کے خدا کی رضا کی خاطر اپنی رضا کو چھوڑنا یعنی اپنی لذات، اپنی عزت، اپنا مال اور اپنی جان چھوڑ کر خدا کی راہ میں تلخیاں اٹھانا وہ راہ ہے جس پر چل کر خدائی جماعت کے افراد بالآخر پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں جا بیٹھتے ہیں۔ خدا کی گود میں جا کر وہ گویا دارالامان میں آجاتے ہیں۔ اس وقت خدا انہیں دکھ دینے اور آزار پہنچانے والوں کو مخاطب کرتا ہے اور ؎

کہتا ہے "یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے"

الغرض خدا کی راہ میں تلخیاں اٹھانے کا انعام بہت ہی رفیع الشان ہے۔ اس سے بڑھ کر انعام کیا ہو سکتا ہے کہ تلخیاں اٹھانے والوں کو پیارے بچے کی طرح خدا گود میں لے لے۔ جب یہ مرحلہ آتا ہے تو سب تلخیاں کافور ہو جاتی ہیں لیکن دارالامان میں پہنچانے والے اس مرحلہ کے آنے سے پہلے خدا کی راہ میں تلخیاں اٹھانا ضروری ہے۔ مبارک ہیں وہ جنہیں خدا تعالیٰ اس کی راہ میں تلخیاں اٹھانے کے لئے چن لیتا ہے کیونکہ اصل اور حقیقی امن انہیں کے لئے مقدر ہوتا ہے۔

اُٹھ مری جاں اُٹھ خدا کو یاد کر

اے دلِ غافل خدا کو یاد کر — حمد اور تسبیح لاتعداد کر
ہے وہی چارہ گر و مشکل کشا — اُس سے ہی ہر درد کی فریاد کر
حالِ دل اپنا اُسی سے کہہ مدام — اور بیاں اُس سے ہی ہر رُوداد کر
فکر کر زادِ رہِ عقبیٰ کی کچھ — زندگی بے سُود مت برباد کر
ساتھ دے ہر بیکس و مظلوم کا — غم نصیبوں غمزدوں کو شاد کر
بے بس و بے خانماں کو دے پناہ
مفلس و محتاج کی امداد کر

رحم کر تا تجھ پہ ہو رحم و کرم — دل کی بستی رحم سے آباد کر
غافلا، از آہِ مظلوماں بترس — مت کسی پر ظلم و اِستبداد کر
"از مکافاتِ عمل غافل مشو" — نیک و بد اپنے عمل سب یاد کر
ہو سکے تو حق کی خاطر تُو فدا — اپنا مال و عقل و استعداد کر
تختِ شاہی پر ہو یا گُدڑی میں تُو — دل کسی کا مت کبھی ناشاد کر
اے خدا قومِ[1] نبیؐ پر رحم کر
دُور یکسر اُن سے ہر اُفتاد کر

"قدس" و "لبناں" جورِ اسرائیل سے — "صالح بندوں" کے لئے آزاد کر
"اے سرو جان و دلم بر تو فدا" — شاد و خرّم ہر دلِ ناشاد کر
اپنے عفو و رحم سے ہر قوم کو — قید سے عصیاں کی تُو آزاد کر
امن کا گہوارہ بن جائے زمیں — ختم دَورِ جبر و استبداد کر
ختم ہونے کو ہے اے صدیقؔ شب
اُٹھ مری جاں اُٹھ خدا کو یاد کر

[1] مراد عرب اقوام

(محمد صدیق امرتسری سابق مربی انگلستان و مغربی افریقہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط اول

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر و استقامت

محترم مولانا غلام باری صاحب سیف، وکالت تبشیر، ربوہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں صبر کی تلقین فرمائی۔ وہاں آپ پر ایمان لانے والوں کو بھی صبر کی تاکید فرمائی۔ خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوہ سے اس بارہ میں جہاں صحابہؓ کے لئے روشن مثال اور قابل تقلید نمونہ دکھایا وہاں آپؐ وقتاً فوقتاً مبتلائے آلام و بلا صحابہؓ کو صبر کی تلقین فرماتے رہے۔

مکی زندگی میں ابتدائی طور پر اسلام لانے والوں کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائی جاتیں۔ مخالفین کی ایذا دہی سے کوئی بھی نہ بچتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حضرت ابوبکرؓ کی کچھ تکالیف آپ گزشتہ مضامین میں مطالعہ کر چکے ہیں۔

ابتدائی اسلام لانے والوں میں ایک حضرت عمارؓ بھی تھے۔ ان کے والد حضرت یاسرؓ ان کی والدہ سمیہؓ اسلام لے آئے تھے۔ جب عرب میں دوپہر کا تنور بھڑکتا تو بنو مخزوم اس سارے گھرانے کو گرم ریت پر لٹا کر زدوکوب کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوتا۔ ان بیچارے مسلمانوں کو مبتلائے آلام دیکھتے تو فرماتے:۔

"صَبْرًا آلَ یَاسِرٍ مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃُ۔" (ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۱۱)

اے آل یاسر صبر کرو! میں ان تکالیف کو برداشت کرنے کے عوض تم سے جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔

خدا کی رضا تم کو نصیب ہوگی۔ ان تکالیف کو خدا کی خاطر برداشت کرنے اور اسلام پر قائم رہنے کی وجہ سے تم خدا کی نعمتوں کے وارث ہو گے۔

ان کی والدہ کو ظالموں نے دردناک اذیت پہنچا کر جان سے مار دیا تھا ابن ہشام لکھتے ہیں کہ جب مخالف انہیں اسلام کا انکار کرنے کے لئے کہتے تو وہ ہر بار انکار کر دیتیں۔

بیعت عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر جب مدینہ کے کچھ لوگ حج کے ایام میں ایک گھاٹی میں اکٹھے ہوئے اور اوس و خزرج کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت و نصرت کا اقرار کیا تو ایک مخالف یہ کارروائی دیکھ رہا تھا اس نے چلا کر مکہ والوں کو اس مجلس کے خلاف اکسایا تو اس پر ابن ازیب نے کہا۔ اے اللہ کے دشمن میں تجھ سے ابھی نپٹ لیتا ہوں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل مجلس کو اپنی اپنی قیام گاہ پر چلے جانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس موقعہ پر عباس بن عبادہ نضلہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! ہم کل ہی مکہ والوں کو اپنی تلواروں سے سیدھا کر دیتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"لم نومر بذلک"

(ابن ہشام جزو دوم صفحہ ۳۰۷)

کہ نہیں ایسا نہیں کرنا مجھے اس کی اجازت نہیں۔

ابن ہشام لکھتا ہے کہ بیعت عقبہ سے قبل لڑائی کی اجازت نہ تھی۔

انما یومر بالدعاء الی اللہ والصبر علی الاذی والصفح عن الجاھل۔

(ابن ہشام جزو دوم صفحہ ۳۲۰)

آپ کو خدا نے دعا کرنے اور تکالیف پر صبر کرنے اور جہالت سے درگزر کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

قریش اسلام لانے والوں کو ہر قسم کی تکلیف پہنچاتے۔ گھروں سے مسلمانوں کو بے گھر کرتے۔ مارتے پیٹتے۔ حتیٰ کہ بعض مسلمان ان کی ایذا دہی سے وطن چھوڑ گئے (ابن ہشام جزو دوم صفحہ ۳۲۰)

ابوجہل اور دوسرے معاند سرداران قریش لوگوں کو مسلمانوں پر تشدد کے لئے اکساتے۔ حضرت عباس بن عبادہ کے الفاظ اور تیور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمان اس وقت مقابلہ کی قوت رکھتے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت بھی طلب کرتے۔ لیکن خدا کے برگزیدہ رسولؐ انہیں صبر کی ہی تلقین فرماتے کہ صبر کے نتیجہ میں انعام خداوندی اس کی رضا۔ اس کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ صبر بزدلی نہیں۔ یہ تو دل کی قوت، مصائب کو جھیلنے اور مسکرانے سے عبارت ہے۔ صبر کے نتیجہ میں قومی اور فردی کردار پیدا ہوتا ہے۔ ایک قوت عطا ہوتی ہے۔

بلالؓ کی استقامت:

ابتدائی اسلام لانے والوں میں ایک غلام بلالؓ بھی تھے۔ یہ حبشی نژاد تھے امیہ سردار کے غلام تھے اور غلاموں کی اس معاشرہ میں کوئی حیثیت ہی نہ تھی ان کا پرسان حال کون تھا؟

جب اللہ نے بلالؓ کے سینہ کو نور ایمان سے منور کر دیا تو ان کا مالک امیہ بن خلف شدید گرمیوں کی دوپہر کو جب وادیٔ بطحا کے سنگریزے دہکتے کوئلوں کا سماں پیش کرتے۔ انہیں زمین پر لٹا دیتا ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھوا دیتا۔ پھر کہتا اسلام کا انکار کرو ورنہ یاد رکھو اسی طرح تکلیفیں دے دے کر جان سے مار دوں گا۔ ادھر امیہ کی آواز گرجتی کہ بلالؓ لات اور عزیٰ کی خدائی کا اقرار کرو۔ تو مبتلائے آلام بلالؓ دوپہر کی جھلسا دینے والی باد سموم میں نعرہ بلند کرتا "اَحَدٌ اَحَدٌ!" امیہ! اللہ ایک ہے ایک۔

حضرت خدیجہؓ کے عم زاد ورقہ بن نوفل پاس سے گزرتے بلالؓ کا نعرہ توحید سنتے تو کہتے:۔

"واللہ یا بلال! اَحَدٌ اَحَدٌ!"

بلال! خدا کی قسم خدا ایک ہے، ایک ہے۔

پھر ورقہ خانم امیہ کو مخاطب ہو کر کہتے:۔

"خدا کی قسم اگر تم نے اسے مار ڈالا تو میں اس کو رحمت و شفقت کا مورد بناؤں گا۔"

حضرت ابوبکرؓ پاس سے گزرتے تو فرماتے:۔

"ظالمو! کیوں اس مسکین کے بارہ میں خدا سے نہیں ڈرتے؟"

ظلم توڑنے والے حضرت ابوبکرؓ سے کہتے۔ تو نے اسے خراب کیا ہے۔ یعنی مسلمان کیا ہے اب تو ہی اسے بچا اس مصیبت سے

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کو خرید کر آزاد کر دیا اور امیہ کے کوڑے کھانے والا بلالؓ بن رباح مسلمانوں کے لئے بلال بن محمدؐ کہلایا۔ وہ واقعی اسلام کا مایۂ ناز فرزند بنا۔ وہ فی الحقیقت سیوت محمدؐ بنا۔ وہ عمر حق کی ہیبت سے کسریٰ و قیصر لرزاں تھے۔ بلالؓ کو آتا دیکھتے تو فرماتے:

"جاء سیدنا بلال! جاء سیدنا بلال۔"

"ہمارے آقا بلال آئے۔ آئے ہمارے آقا بلال۔"

اور اس بلالؓ کو اس کے آقا نے یہ شرف فتح مکہ کے روز عطا فرمایا تھا کہ اس روز سرداران قریش کو جن جھنڈوں کے نیچے پناہ ملی ان میں ایک جھنڈا اس بلالؓ کا تھا اور ظلم توڑنے والا سردار امیہ بدر کے روز بلالؓ کی تلوار کا ہی شکار ہوا۔ اور ہاں فتح مکہ کے تاریخی دن خانہ کعبہ پر اذان بھی اسی بلالؓ نے دی تھی۔ جس کے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر عرش کا خدا بھی مسکرا دیتا تھا کہ بلالؓ کو سن کہتے تھے۔

اپریل ۱۹۶۷ء میں مجھے جب اس عظیم المرتبت فدائی اسلام کے مزار پر حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ تو ان کے مزار پر نظر پڑتے ہی دل قابو میں نہ رہا اور دعا کرنے کے بعد بھی میرے قدم دیر تک وہاں سے نہ ہٹے۔

توحید کے علمبردار بلالؓ! تجھ پر خدا کی رحمتیں تا ابد ہوں۔ عاشق رسول تیرا نام نیر فانی تیرا کام نیر فانی۔

سیدنا حضرت ابوبکرؓ پر جو ظلم توڑے گئے ان کا کچھ ذکر ہو چکا۔ ایسا وقت بھی آیا کہ نماز اور قرآن پڑھنے کے جرم میں آپ کو گھر سے بے گھر ہونا پڑا۔ ابن الدغنہ کافر سردار نے کہا۔ ظالمو! اس شخص کو گھر سے نکالتے ہو۔

"جو معاشرہ کا حسن ہے۔ ہر حاجت مند کے کام آتا ہے اس سے نیک اور اچھے افعال سرزد ہوتے ہیں۔"

(ابن ہشام جزو اول صفحہ ۲۵۰)

لیکن پھر ابن الدغنہ کو قوم قریش کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے اور کہا! قریش تم جو چاہو ان سے کرو۔ میں نے اپنی پناہ واپس لے لی ہے۔

اور پھر یہ نوبت آئی کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے آقا کے ساتھ اپنے آبائی شہر کو چھوڑ کر دور مدینہ میں جا بسے۔ اہل دل جانتے ہیں یہ لمحہ کتنا شاق اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مکہ والوں نے خدا کے رسولؐ کو مکہ سے نکال کر عذاب الٰہی کو دعوت دی۔ فرمایا:۔

"ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔"

اور پھر ایک روز ان سرداران قریش نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا کہ دو کی صورت میں مکہ کے جانے والا وہ مقدس قافلہ آج دس ہزار کی معیت میں مکہ میں داخل ہو رہا ہے ہجرت کے واقعہ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء بیان کرتی ہوئی کہتی ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابا جب تشریف لے گئے تو ابوجہل نے ہمارے دروازہ پر دستک دی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں باہر نکلی تو پوچھا تمہارے ابا کہاں ہیں؟ میں نے کہا مجھے کیا علم؟ اس پر اس خبیث نے اس زور کا تھپڑ مجھے مارا کہ میرے کان کی بالی کان سے نکل گئی۔"

(ابن ہشام جزء دوم صفحہ ۳۳۷)

ابوسلمہؓ کی ہجرت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے سب سے پہلے مہاجر حضرت ابوسلمہؓ تھے۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے تھے۔ اور بنی مخزوم قبیلے سے تھے۔ ان کا نام عبداللہ اور کنیت ابوسلمہ تھی۔ یہ بیعت العقبۃ سے بھی پہلے ہجرت کر گئے تھے۔ ان کی بیوی کی کنیت ام سلمہ تھی۔ سلمہ ان کا بیٹا تھا۔ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اونٹ پر اپنی بیوی اور بچے کو سوار کیا اور اونٹ کی نکیل تھام کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے ان کے قبیلہ نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا۔ تم نے جانا ہے تو اپنی مرضی کرو لیکن اپنی اس بیٹی کی تجھے اجازت کیسے دے سکتے ہیں۔ کہ اسے شہر بہ شہر لئے پھرو۔ چنانچہ اونٹ کی نکیل انھوں نے ابوسلمہ سے چھین لی۔ اس پر ابوسلمہ کے قبیلے کو غصہ آیا کہ اگر تم اس سے اس کی بیوی چھینتے ہو تو ہم اپنا بیٹا اس کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ چنانچہ انھوں نے ام سلمہؓ سے بچہ چھیننا چاہا۔ اس کھینچا تانی میں بچے کا بازو نکل گیا۔ اور بنو اسد بچہ چھین کر لے گئے اور ام سلمہ کو بنو مغیرہ نے رکھ لیا۔ ابوسلمہ مدینہ ہجرت کر گئے۔ ان کو کفار نے غالباً اس لئے نہ روکا کہ انہیں ابوطالب نے پناہ دے رکھی تھی کہ یہ ان کے عزیز تھے۔ ام سلمہ کے بیٹے کو بنو اسد نے چھین لیا۔ خاوند ہجرت کر گیا۔ یہ بیچاری روزانہ مدینہ کی طرف منہ کر کے اونچی ٹیکری پر بیٹھی رہتیں اور آنسو بہاتی رہتیں۔ قریباً ایک سال وہ اسی طرح کرتی رہیں۔ ایک روز بنو مغیرہ میں سے ان کے چچا وہاں سے گزرے۔ ام سلمہ کو روتے دیکھا تو انہیں رحم آیا۔ اپنے قبیلہ کو کہا۔ اس بے چاری پر کیوں ظلم کرتے ہو۔ اس کا خاوند اس سے جدا ہوا۔ لڑکا جدا ہوا۔ چنانچہ

انھوں نے ان کا لڑکا بھی بنو اسد کو کہہ کر انھیں دلوا دیا اور انہیں مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔ ام سلمہؓ نے بچے کو گود میں لیا اور اکیلی مدینہ کو روانہ ہو گئیں راستہ میں تنعیم کے قریب عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے ام سلمہؓ کو دیکھا تو پوچھا کیا تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں؟

چنانچہ اس نے سواری مہیا کی۔ اور ام سلمہ کو مدینہ پہنچا کر وہ خود مکہ لوٹ آئے۔

(ابن ہشام جزء دوم صفحہ ۳۲۲-۳۲۳)

کس طرح بے چاری ام سلمہؓ نے ایک سال خاوند اور بیٹے کے بغیر رو کر گزارا۔ اللہ نے اس صابرہ عورت کو یہ اجر دیا کہ ابوسلمہؓ کی وفات کے بعد ام سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں اور ام المومنین کہلوائیں۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا:۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً (النساء: ۱۰۰)

کہ جو خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑتا ہے وہ زمین میں بہت فراخی اور وسعت پائے گا۔

قریش کے مظالم صحابہؓ پر مکی زندگی میں زیادہ تھے۔ مدینہ میں حضورؐ کی آمد کے بعد انھوں نے لشکر کشی کی۔ پہلے ہی مقابلہ میں جسے اللہ تعالیٰ نے یوم الفرقان یعنی معجزہ کے صدور کا دن یا حق و باطل میں فرق کرنے کا دن قرار دیا۔ ان کے کس بل نکل گئے۔ ستر کافر سردار قید ہوئے اور ستر صنادید قریش کی لاشیں بدر کے میدان میں پڑی تھیں۔ گرمی سے ان کا حلیہ بگڑ گیا تھا۔

خبابؓ بن ارت:

مکہ میں آہنگری کا کام کرنے والے ایک صحابیؓ خبابؓ بن ارت تھے۔ یہ تلواریں بناتے تھے یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ عاص بن وائل نے ان سے تلواریں بنوائیں جب ان کی طرف کافی رقم ہو گئی تو خبابؓ نے اپنی رقم کا تقاضا کیا۔ تو عاص کہنے لگا کیا تمہیں محمدؐ نے یہ نہیں کہا کہ جنت میں جو کوئی چاہے گا ملے گا۔ سونا، چاندی، کپڑے، خدم و حشم اور بہت کچھ خبابؓ نے کہا۔ ہاں۔ اس پر عاص نے کہا۔ پھر میں وہاں جا کر تمہاری رقم تمہیں دوں گا۔ تمہیں وہاں مجھ سے زیادہ تو نہیں ملے گا اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی تھی:۔

"اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝" (مریم: ۷۸-۸۱)

کہ کیا تو نے اس شخص کی حالت پر کبھی غور نہیں کیا۔ جس نے ہمارے نشانوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے یقیناً بہت سا مال اور بہت سے بیٹے دیئے جائیں گے۔ کیا اس نے غیب کا حال معلوم کر لیا ہے۔ یا رحمان خدا سے کوئی وعدہ لے لیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ ہم اس کے اس قول کو محفوظ رکھیں گے اور اس کے عذاب کو لمبا کر دیں گے اور جس چیز پر وہ فخر کر رہا ہے اس کے ہم وارث ہو جائیں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا۔

ظالم اس پر بس نہیں کرتے تھے وہ تو ظلم پر کمربستہ تھے۔ ہر وقت اس کی صورتیں ایجاد کرتے وہ خبابؓ کی بھٹی سے دہکتے ہوئے کوئلے نکالتے ان پر پشت کے بل انہیں لٹا دیتے۔ سینہ پر بوجھ رکھ دیتے تاکہ پہلو نہ بدل سکیں۔ جسم کی چربی پگھل پگھل کر کوئلوں کو ٹھنڈا کرتی۔ بار بار کے عمل سے ان کی پشت کا چمڑہ جل کر موٹا اور سیاہ ہو گیا تھا۔

ایک روز پیارے آقا حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے سایہ میں چادر سرہانے رکھ کر لیٹے ہوئے تھے۔ خباب آئے اور جس طرح بچہ ماں یا باپ سے آ کر شکوہ کرتا ہے عرض کیا:۔

"اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَوْ تَدْعُوْ لَنَا"

یا رسول اللہ آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے۔ آپ ہمارے لئے خدا سے مدد کیوں نہیں مانگتے خدا سے استمداد اس سے دعا صبر کے خلاف نہیں لیکن محبوب آقاؐ باپ کے علاوہ آسمانی مربی بھی تھے۔ آپؐ نے خبابؓ سے فرمایا:۔

"تم سے پہلے آدمی کو گڑھے میں گاڑ کر اس کے سر پر آرہ رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے لیکن وہ دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت ہڈیوں تک نوچ ڈالتے۔ لیکن یہ سختی بھی انہیں دین سے برگشتہ نہ کرتی۔"

فرمایا:۔

خباب! خدا کی قسم اللہ میرے مشن کو مکمل کرے گا اور اس حد تک امن قائم ہو گا کہ صنعاء سے لے کر حضر موت تک سوار سفر کرے گا اور اسے سوائے خدا کے کسی کا ڈر نہ ہو گا لیکن خباب تم تو جلدی کرتے ہو۔"

(بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

آخری فقرہ مزید قابل غور ہے۔ خباب پر ظلم ملاحظہ کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دیکھئے اور صبر کی تلقین دیکھئے کہ جلدی نہ کرو۔ صبر کرو تکمیل امر ہو کر رہے گی۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید کو یہی خباب قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ (ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰)

(باقی)

درخواستِ دعا

محترم چوہدری بشیر احمد کاہلوں آف جہانیاں حال دارالصدر غربی ربوہ کو لگنے اور پھر فالج کا حملہ ہونے کی بناء پر شدید علیل ہیں۔ احباب جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ مولیٰ کریم کامل و عاجل شفا دے اور پریشانیاں دور کرے۔

(احمد حسین باجوہ۔ باب الابواب ربوہ)

میرے خالہ زاد بھائی عزیزم عبدالقدوس جو عرصہ دو ماہ سے بیمار ہیں۔ میر پور ہسپتال میں زیر علاج رہے ہیں۔ بیماری کی تشخیص نہیں ہو سکی۔ احباب کرام درد دل سے عزیز کی کامل صحت یابی کے دعا کریں۔

(عبدالقادر سینئر ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول خالق آباد آزاد کشمیر)

خاکسار کا بی اے کا امتحان ۱۶ جولائی ۱۹۸۴ء سے شروع ہو رہا ہے۔

(رفیق احمد ناصر دارالرحمت شرقی ربوہ)

ایک ضروری گزارش
— دربارہ وقفِ جدید —

براہ کرم بچوں اور بچیوں کے چندہ وقف جدید کے ساتھ "دفتر اطفال" کا لفظ ضرور لکھا کریں ورنہ یہ رقم چندہ بالغان میں مدغم ہو جاتی ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اذکروا موتٰکم بالخیر

حضرت مولانا شیخ عبدالواحد صاحب مرحوم

(از مکرم شیخ مامون احمد صاحب ۔ ابادان ۔ نائیجیریا)

حضرت مولانا شیخ عبدالواحد صاحب مرحوم اخلاقِ فاضلہ کے ایک بلند مقام پر فائز تھے۔ حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ سے تربیت پاکر اس گروہ میں شامل تھے۔ جنہوں نے حضور کی قیادت میں احمدیت کی ترقی و ترویج میں حصہ لیا اور جانثاری کی عظیم الشان مثالیں تقلید کے لیے چھوڑ گئے۔ انہوں نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی روح پرور تعلیمات کو اپنایا اور سچے دینی رنگ میں رنگین ہو کر دنیا کو اپنے عملی نمونہ سے اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے رہے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی ہر بات میں انتہا جاذبیت تھی اور ایک حسین کشش تھی جو لوگوں کو گرویدہ بنا لیتی تھی۔ محترم شیخ صاحب ایک چھوٹے قد اور معمولی جسامت کا وجود رکھتے تھے۔ لباس خوراک اور رہن سہن کی سادگی کے باوجود خدا تعالیٰ نے روحانی کشش عطا کی تھی۔ جو دوسرے کو متاثر کیے بغیر نہ رہتی تھی اسی چھوٹے سے وجود کے پیچھے چٹان سے زیادہ پُرعزم شخصیت تھی جس کو اپنے پیدا کرنے والے پر مکمل بھروسہ اور اپنے مسلک ۔ عقیدہ اور زندگی کے مقصد پر یقینِ کامل تھا۔

مولانا موصوف نے نہایت صاف اور پاکیزہ زندگی بسر کی ہے کبھی جھوٹ نہیں بولا کبھی کسی کی حق تلفی نہیں کی نمازوں کی پابندی کو جان سے عزیز رکھتے تھے۔ میں نے کبھی ان کی نماز قضا ہوتے نہیں دیکھی بہت کم سوتے تھے۔ رات کو کبھی پیچھے اٹھنے کا اتفاق ہوا تو والد صاحب کو جاگتے ہوئے پایا۔ تہجد گزار تھے۔ بڑے ہی نڈر اور دلیر تھے حق بات کہنے میں کبھی بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ بلکہ اس بارے میں کبھی اپنے نقصان کی بھی پرواہ نہ کی۔ فی الواقعہ اپنی اسی عادت کی بناء پر کئی لوگوں کی ناراضگی بھی مول لے لی تھی۔ خدمتِ دین میں کسی قسم کی غرض یا طمع نہ تھی حتیٰ کہ یہ بھی خواہش نہ تھی کہ کوئی جماعتی اعزاز یا عہدہ ملے یا رتبہ میں فضیلت کے خواہاں ہوئے ہوں اپنے سے کم عمر کم تجربہ لوگوں کے ماتحت بخوشی خدماتِ دینیہ بجا لاتے رہے۔ مولیٰ کریم نے صبر کی بے پناہ قوت ودیعت کی تھی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرٰت وبشر الصٰبرین ۝

(سورۃ بقرہ آیت ۱۵۶)

مولانا پر خوف کی حالتیں آئیں دونوں بیرونی اور اندرونی کبھی غیروں سے اور کبھی اپنوں سے۔ خدا کی راہ میں بھوک اور پیاس اور تکالیف اٹھائیں اموال ضائع ہوئے پانچ بچوں کی وفات کا صدمہ برداشت کیا لمبا عرصہ اپنے بیوی بچوں اور عزیز و اقارب سے دور رہے اپنی جان اور نفس پر بڑی تنگیاں اور تکلیفیں وارد کیں اور کئی مرتبہ اپنے حقوق سے محروم ہوئے لیکن صبر کا پیمانہ کبھی لبریز نہ ہوا حضرت مولانا کی سیرت کا غور سے مطالعہ کرنے سے سب سے نمایاں بات ان کا تعلق باللہ نظر آتی ہے۔

تعلق باللہ

ارشاد ربانی ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقٰی لا انفصام لہا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے

عین مطابق مولانا نے خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو اس مضبوطی سے تھامے رکھا کہ کوئی طاقت اس کو چھڑا نہ سکی۔ مولانا کے تعلق باللہ کا اظہار ان کے احکام خداوندی کی غیر مشروط اطاعت میں نظر آتا تھا۔ ان احکام کو پورا کرنے میں پیش پیش تھے۔ جن کا خدا نے حکم دیا تھا اور جن کی خدا تعالیٰ نے ممانعت فرمائی تھی اس سے کوسوں دور رہتے تھے۔ ہر مشکل اور ابتلاء کے موقع پر اپنا دامن اسی کے حضور پھیلاتے تھے۔ اسی لیے حق بات کے اظہار میں نڈر اور بے خوف تھے۔ نمازوں کے علاوہ بھی خدا تعالیٰ کو یاد کرتے رہنا ان کا معمول تھا۔ کثرت سے ان کو استغفار کرتے ہوئے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شیخ صاحب کا ہر لمحہ ہر گھڑی اور ہر حرکت خدا ہی کے لیے وقف ہے۔

غرض ان کی زندگی قرآنی آیت

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین

(الانعام آیت ۱۶۳)

کی مصداق تھی۔ اسی لیے دنیا کی کوئی لذت کوئی خواہش کوئی لالچ ان کو اس راہ سے دور نہ کر سکی۔ اور یہ خدا دوستی کی طاقت ہی تھی جس نے ہر دوسری خواہش کو دبائے رکھا۔

مولانا کی دوسری اخلاقی اور روحانی حالتیں اسی خدائی محبت کا عکس تھیں۔ یہ تعلق دو طرفہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شرفِ رویاء و کشوف بخشا تھا۔ سچی خوابیں دیکھنا تو ایک معمول بن گیا تھا۔ یہاں پر سب کا ذکر تو ممکن نہیں لیکن انکی اپنی زندگی کے بارے میں جو رویاء انہوں نے کئی مرتبہ مجھے سنائی۔ جس میں انہوں نے اپنے والد (یعنی ہمارے دادا جان شیخ عبدالحق صاحب مرحوم) کو دیکھا جو ان سے کہہ رہے تھے کہ "عبدالواحد تمہاری عمر مجھ سے لمبی ہوگی" یا جیسا کہ مجھے یاد پڑتا ہے فرمایا۔ "عبدالواحد تمہاری عمر ۷۵ سال کے قریب ہوگی" یہ دونوں باتیں پوری ہوئیں۔ اور مولانا نے اپنے والد محترم جو کہ ۷۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے سے زیادہ عمر پائی اور خود اسلامی کیلنڈر کے حساب سے ۷۴ سال سے زائد عمر پائی۔

۲۔ اطاعتِ امام

اکثر یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ جب کبھی انسان کو ایسا حکم ملتا ہے جو اس کی ذاتی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے جس کو مان لینے میں فوری اور کھلا مفاد نظر آتا ہے تو انسان کم و بیش اس کی تعمیل میں کوئی تامل نہیں دکھاتا۔ لیکن جب کبھی ایسا حکم ملتا ہے جو اس کی خواہشات کے مطابق نہیں ہوتا تو بسا اوقات ایسے حکم کی تعمیل میں لوگ یا تو تذبذب دکھاتے ہیں یا اس پر اعتراض کرنے لگتے ہیں یا سرے سے اس کی حکم عدولی پر اتر آتے ہیں اور کچھ نہیں تو نہایت بددلی سے اس کی تعمیل بجا لاتے ہیں۔ لیکن شکر بجا لاتے ہیں اس ربِ کریم کا جس نے جماعت احمدیہ کو اتنا خوش نصیب بنایا کہ اس کے اندر آج بھی کئی۔ ایسے سچے خادم موجود ہیں جنہوں نے اپنے قول اور فعل سے ثابت کر دیا کہ انہیں اپنے امام سے سچا پیار اور بے لوث محبت ہے اور وہ اس کے مطیع اور فرمانبردار ہیں اور انہوں نے اس نمونہ کو ایسی بلندیوں پر پہنچایا کہ جماعت بجا طور پر اس بات پر فخر کر سکتی ہے۔

حضرت فضل عمر نور اللہ مرقدہٗ نے جب احمدیت کے لیے زندگیوں کے وقف کرنے کی تحریک فرمائی تو شیخ صاحب ایسے کئی فدائینِ احمدیت نے لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگیاں پیش کر دیں اور تادم آخر اس عہد کو دل و جان سے نبھایا۔

تاریخ احمدیت کا کوئی مبصر اس سے اختلاف نہیں کرے گا کہ خدائے کریم نے حضرت فضل عمر کو جانثاروں اور فدائیوں کی ایک ایسی جماعت بھی عطا کی تھی جس نے اطاعت امام کو اپنی ہر ذاتی خواہش اپنی اولاد اور ضروریاتِ زندگی پر فوقیت دی۔ مولانا ایسے ہی ایک بے لوث سپہ سالار تھے جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ قدرتِ ثانیہ کو انسانیت کے لیے خدا تعالیٰ کی رحمت سمجھتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ اس کا مستقبل اسی سے ہی وابستہ ہے

یہ بالکل درست ہے کہ امام جماعت احمدیہ قدرتی طور پر اپنے مریبان سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔ ان کا بہت خیال رکھتے ہیں ان کے لیے احترام کے جذبات رکھتے ہیں۔ اور کئی مواقع پر ان کی معمولی لغزشوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

۳۔ مالی قربانیاں

محترم شیخ صاحب قربانی کے لازوال جذبے سے سرشار تھے یہ بات ان کی روح میں جاگزیں تھی۔ اپنی سب سے قیمتی متاع کے لیے باقی سب چیزوں کو قربان کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ اسلام اور احمدیت نے اگر وقت کی قربانی چاہی تو پیش کر دی اگر بچوں کے حقوق راستہ میں آئے تو وہ بھی قربان کر دیئے جذبات کی قربانی دینی پڑی تو گھبرائے نہیں سب سے پہلے دینی خدمات کے لیے جبن روانہ ہوئے تو اپنی منکوحہ بیوی کو چھوڑ گئے شادی کے کچھ عرصہ بعد چھ سال کے لیے ایران گئے تو بچی ان کی روانگی کے بعد پیدا ہوئی۔ عزیزہ قدسیہ کو ابا جان نے جب پہلی بار دیکھا تو وہ ساڑھے پانچ سال کی تھی۔ اسی طرح فیجی آٹھ سال اپنے اہل و عیال کے بغیر گزارے ان تمام ادوار میں سب سے نمایاں پہلو جو شیخ صاحب کے اعلیٰ کردار کا سامنے آتا ہے وہ جذبات کی قربانی۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ دیارِ غیر میں ان کو بیوی بچوں کی محبت نے ستایا نہ ہوگا۔ لیکن یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ اس کا اظہار ہم نے نہ کسی سے سنا اور نہ ہی شیخ صاحب کی کسی تحریر میں پایا۔ شیخ صاحب کا اپنے آپ کو وقف کے لیے پیش کرنا ہی قربانیوں کی طرف پہلا قدم تھا۔ حضرت فضل عمر نے واضح اعلان فرمایا ہوا تھا کہ ہم واقفین کو بطور حق کے کوئی تنخواہ یا الاؤنس نہیں دیتے صرف ان کو اتنا گزارہ دے سکتے ہیں جو ان کے زندہ رہنے کے لیے کافی ہو۔ شیخ صاحب نے اس کو قبول کیا۔ اور زندگی بھر نبھایا۔ قادیان میں پندرہ روپے ماہوار ملتے تھے ربوہ کے ابتدائی ایام میں نوے روپے کے قریب ملنے لگے۔ اس میں سے بھی وصیت سمیت باقی سب چندے ادا کرتے اور صرف اتنی رقم بچتی جو کہ مہینے کے تیسرے ہفتے سے پہلے ختم ہو جاتی لیکن کبھی والد صاحب کو مغموم یا پریشان نہ دیکھا۔ کبھی ہماری عزت قربان نہ ہوئی۔ کبھی ہم نے ہاتھ نہ پھیلایا باوجود ان مالی تنگیوں کے ابا جان نے کبھی یہ نہ سوچا کہ چندوں میں کمی کر کے کچھ فراغی حاصل کر لیں ہاں اپنے نفس اور اپنی ذات کو انہوں نے مزید قربانیوں کی آماجگاہ بنا لیا۔ لباس میں کفایت شعاری اور خوراک میں کفایت شعاری ایک معمول بن گئی۔

مجھے یاد ہے کہ ابا جان ایران سے واپسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر جوتے کسنے والا ایک شکنجہ (کلبوت) رائے ہوئے تھے جس کی مدد سے پرانے جوتوں کی شکل قائم رکھتے تھے۔ اپنے اکلوتے جوتے پر اس کو بار بار استعمال کرتے تھے۔ شکل تو ٹھیک ہو جاتی لیکن پرانا ہونے کے سبب پھٹنے لگتا۔ اس کو بھی موچی سے بار بار مرمت کرواتے۔ ایک جوتے کی عمر تو چھ سال ہوئی۔ اسی طرح ایک پارکر پن جو ہمارے چچا جان ولایت سے ان کے لیے ۴۵ میں لائے تھے ۷۴ء میں گم ہوا۔ میری بیگم کہنے لگی اب تو نیا پن لینے کا موقع مل گیا ہے لیکن قدرت کو ابھی یہ منظور نہ تھا۔ کسی دوست نے وہ پن ملنے پر گھر پہنچا دیا۔ بالآخر شیخ صاحب کے پوتے نے یہ پن ۷۷ء میں توڑ دیا اور یوں ۲۳ سال کے بعد ان کو نیا قلم لے کر دیا۔ سامان کے لیے چمڑے کا جو سوٹ کیس فیجی ساتھ لے کر گئے تھے۔ آٹھ سال بعد وہی سوٹ کیس ساتھ تھا۔ لیکن دو تین جگہ پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

چندے دینے کا اتنا شوق تھا کہ جب کبھی کہیں سے تحفہ کے طور پر کوئی رقم ملتی چندے میں دے دیتے۔ اپنی ریٹائرمنٹ پر جو فنڈز اور پنشن وغیرہ ملی اس کا تقریباً نصف حصہ چندوں میں ادا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ صاحب کی ان قربانیوں کو قبول فرمایا اور اسی دنیا میں اس کے ثمرات سے نوازا۔ ان کے بیٹے کو خدا نے توفیق دی کہ وہ بیرون ملک ایک اعلیٰ یونیورسٹی میں انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرے اور پھر فراغت تعلیم کے بعد اچھا منصب حاصل کرے۔ اور مالی خوشحالی کا دور بھی آئے۔ یہ سلوک خداوندی صرف مولانا کی ذات سے ہی مخصوص نہ تھا بلکہ واقفین کے ساتھ عمومی ہے۔ ان ہی قربانیوں کی بنا پر عزت مولانا کی ساتھی رہی لیکن عزتِ نفس میں فرق نہیں آیا۔ عزت کی بناء پر مولانا نے کبھی بے عزتی یا احساس کمتری محسوس نہ کیا بلکہ ہمیشہ پر وقار رہے۔

۴۔ صبر و قناعت

قربانی کے جذبہ کے ساتھ ساتھ مولانا کی ذات میں صبر کا بے پناہ مادہ ودیعت کیا گیا تھا۔ اور انہوں نے اپنی زندگی میں اس کا زبردست عملی اظہار بھی کیا۔ ہر قسم کی مشکلات کے وقت فرمان خداوندی کے مطابق

والصّٰبرین فی الباساء والضّرّاء .....

کے مصداق رہے۔ اپنی ازدواجی زندگی کے ابتدائی دور میں دو بچوں کی وفات کا صدمہ برداشت کر چکے تھے اور جب بعد میں ان کے اکلوتے بیٹے کے گردہ اور شانہ میں پتھریوں کی تکلیف اس وقت ہوئی جبکہ اس کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔ دو ماہ کے قلیل عرصہ میں اس کے تین بڑے آپریشن ہوئے۔ ان صبر آزما ایام میں جبکہ ان کا بیٹا زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا مولانا نے درد مندانہ دعائیں کیں۔ کثرت سے صدقات دیئے۔ بیٹے کی دل و جان سے خدمت کے لیے ہر وقت ساتھ رہے۔ اس کے لیے خون کی بوتلیں دیں اور جب ضرورت نہ رہی تو وہی خون ہسپتال کو کسی اور محتاج کے لیے عطیہ کر دیں۔ ان ایام میں بھی شیخ صاحب وارڈ کے دوسرے مریضوں کی باقاعدہ تیمارداری کے لیے جاتے رہے اور جو مدد دے سکتے تھے دیتے رہے۔ ان کی اپنی بیماری کے دوران بھی میں نے ابا جان کو کبھی کراہتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ضبط نفس اور قوت صبر انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ یہ بات دوسروں کو بھی متاثر کیے بغیر نہ رہتی تھی۔ بھوک پیاس اور فاقہ سے لاتعداد مرتبہ گزرنا پڑا اور اکثر دینی مقاصد کے لیے بچوں کی وفات پر۔ اہل و عیال سے جدائی پر مولانا نے کبھی آہ و زاری نہیں کی اور نہ ہی کسی دکھ کا اظہار کیا۔ اور اپنے عہد وقف کو نہایت صبر و استقلال سے نبھایا۔

۵۔ مہمان نوازی

محترم شیخ صاحب بہت ہی مہمان نواز تھے اور اس سلسلے میں قطعاً اس بات کا لحاظ نہ رکھتے تھے کہ آنے والا ان کا رشتہ دار ہے یا نہیں دوست ہے یا غیر دوست۔ واقف کار ہے یا ناواقف۔ امیر ہے یا غریب۔ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا پیش کر دیتے۔ بعض دفعہ تو بازار سے ادھار لا کر بھی خدمت کرتے۔ خاکسار کی کوٹھی کی تعمیر کے ایام میں والد صاحب بھی فرصت کے وقت نگرانی فرماتے۔ مزدوروں کے چائے وغیرہ کا انتظام ہوتا تھا۔ میں نے اکثر دیکھا کہ شیخ صاحب کے ارد گرد کاریگر اور مزدور بیٹھے ان کے ساتھ چائے پی رہے ہوتے۔ مولانا مزدوروں کا نام بھی بڑی عزت سے لیتے تھے اور اکثر بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔ پڑوسیوں کے گھر چیز بھجوانے سے ان کو بڑی خوشی ہوتی تھی۔ اسی طرح طالب علموں کو اپنے ساتھ کھانے پر گھر لے آتے تھے۔ بعض دفعہ بازار چائے کے لیے لے جاتے تھے جب بھی اپنے بہن بھائیوں اور عزیزوں کے گھر ملاقات کے لیے جاتے تو کبھی خالی ہاتھ نہ جاتے۔ کوئی نہ کوئی تحفہ اپنے ساتھ ضرور لے جاتے خواہ کتنی ہی مالیت کا کیوں نہ ہو۔ دوستوں کے ساتھ تو بہت ہی مروت اور پیار کا سلوک کرتے تھے جس ملک اور خطۂ زمین میں گئے بھائی چارے اور اخوت کے بیج بو کر آئے۔ اسی لیے ان جگہوں سے لوگ ان کو محبت بھرے خطوط لکھتے رہے۔ بلکہ ان لوگوں کی اولادیں بڑی محبت سے مولانا کو ملنے کے لیے آتی رہیں۔

۶۔ ذاتی اوصاف

مکرم شیخ صاحب معمولی قد و قامت کا وجود رکھتے تھے۔ لیکن روشن دماغ اور نہایت ذہین تھے یادداشت بہت تیز تھی۔ طبیعت جوشیلی اور قدرے غصے والی تھی۔ لیکن غصے کا اظہار زیادہ تر اپنوں پر ہوتا اور وہ بھی اس وقت جب کوئی فعل دینی اور اخلاقی اقدار کے خلاف پاتے۔ چونکہ حق بات بے دھڑک کہہ دینے کے عادی تھے اس لیے ناانصافی اور حق تلفی کے خلاف جوش بھی بہت آتا تھا۔ عمومی صحت بہت اچھی تھی لمبے وقت تک مسلسل کام کر سکتے تھے۔ مشقت کے شروع سے عادی تھے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا یہی دیکھا کہ مولانا بہت کم سوتے تھے اور وہ بھی بڑی ہلکی نیند سے معمولی سی آہٹ سے ان کی آنکھ کھل جاتی تھی۔ صبح بہت جلد اٹھ جاتے تھے۔ تہجد کے وقت مجھے بھی اٹھا دیتے تھے۔ میرے لڑکپن کے ایام تھے۔ شروع میں بہت تکلیف ہوتی تھی۔ اور دل میں غصہ بھی آتا تھا لیکن میرے غصہ اور تکلیف پر ابا جان کی مستقل مزاجی غالب آجاتی اور رفتہ رفتہ جلد اٹھنے کی عادت میری زندگی کا معمول بن گئی جس نے میرے لیے دینی اور دنیوی ترقیوں کے دروازے کھول دیئے۔

مولانا چائے پینے کے بہت شوقین تھے غالباً یہ شوق اور عادت اس وقت سے شروع ہوئی جب آپ نے دینی تعلیم کا آغاز کیا اور کثرت مطالعہ کے لیے آپ کو چاق و چوبند رکھنے کے لیے اس کا استعمال ناگزیر ہو گیا۔ شیخ صاحب کی مادری زبان پنجابی تھی اور گھروں میں اردو بھی عام بولی جاتی تھی اس کے علاوہ انہوں نے عربی، ہندی، اور چینی زبان بھی سیکھی انگریزی بھی اچھی خاصی جانتے تھے۔ اور انگریزی دانوں سے بے تکلفی سے بات کر سکتے تھے۔ فارسی زبان پر بہت عبور تھا۔ اور بڑی فصاحت سے اسی میں کلام کرتے تھے۔

مولانا کو تفریح کے ان ذرائع سے کوئی دلچسپی نہ تھی جو کہ موجودہ دور میں موسیقی فلموں، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعہ منظر عام پر آئے ہیں۔ یہی نہیں ان کو ہر قسم کے لغو لٹریچر۔ تصاویر اور رسالوں سے سخت نفرت تھی۔ وہ یہ برداشت نہیں کرتے تھے کہ ان کی گھر کی چار دیواری میں اس قسم کی کوئی چیز داخل ہو اور اگر کوئی ایسا کرنے کی جرأت کرتا تو مولانا کے عتاب کا نشانہ بن جاتا۔ ان کی خوشی اور راحت حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کی اردو عربی اور فارسی کی نظمیں پڑھنے میں تھی۔

جسم کو تندرست رکھنے کے لیے گھر کے کام بڑے شوق سے کرتے تھے۔ پودے لگاتے تھے باغبانی اور مرغبانی میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ ہماری ہوش سے پہلے جوانی میں کبڈی اور فٹ بال وغیرہ کھیلا کرتے تھے۔

تعمیر ربوہ کے آغاز میں واقفین کو جو کوارٹرز رہائش کے لیے دیئے گئے ان میں پانی کی ذاہمی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ تحریک جدید کے تمام کوارٹرز کے لیے گھروں سے باہر تین یا چار نلکے تھے جو ہاتھ سے چلانے پڑتے تھے اور کئی گھروں سے تو ان کا فاصلہ کئی سو فٹ تھا۔ والد صاحب وہیں سے پانی بھر کر لاتے تھے جو بڑی مشقت کا کام تھا۔ خصوصاً موسم گرما میں تربیت اولاد کیلئے مولانا نے بہت محنت کی اور بہت دعائیں کیں۔ بہت توجہ اور لگن سے اخلاقی اقدار کی نگرانی کی۔ منہیات سے بچنے سے ربوہ کے پاکیزہ ماحول نے بھرپور کردار ادا کیا اور شیخ صاحب کی اولاد کو نیک لوگوں کی صحبت میسر رہی۔ لیکن امور معروفہ اور نیکیوں میں سبقت کے لیے آپ نے ایک لگن پیدا کرنے کے لیے ہر طرح کوشش کی جس میں پیار و محبت۔ نصائح۔ ناراضگی اور سختی اور سزا شامل تھیں۔ مجھ پر کی گئی سختی میرے لیے بے حد رحمت کا باعث بنی اور میں اس کے لیے خدا تعالیٰ کی شکرگزاری کے طور پر اپنے والد مرحوم کو اپنی زندگی کے آخری لمحات تک دعائیں دیتا رہوں گا۔ کیونکہ ان کی سختیوں کے معنے آج مکمل طور پر مجھے سمجھ آئے ہیں۔

اسی طرح ہمیشہ عزیزہ قدسیہ جب ۱۲ سال ہی کی تھی تو اس کو برقعہ سلوا کر دیا اور اسلامی اقدار پر گامزن کرنے کے لیے ایک بنیادی قدم اٹھایا اور باقی دینی امور میں بھی تربیت کا فریضہ دل و جان سے ادا کرتے رہے۔

الغرض مولانا کی زندگی پر نظر ڈالنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی عطاء کردہ استعدادوں اور صلاحیتوں کو کس محنت سے کمال تک پہنچایا۔ کس عمدگی سے ان کا استعمال کیا اور خلق کے اعلیٰ ترین مقام کو پا لیا۔ اپنی ساری زندگی حکم خداوندی کے تحت اپنے نفس اور اپنی روح کی پاکیزگی کی فکر میں لگے رہے۔

حرف آخر

اب ان چند صفحات کے آخر پر جو کہ حضرت مولانا شیخ عبدالواحد صاحب مرحوم کی یاد میں لکھے گئے۔ جس سے ہمیں ایک مجاہد دین کی زندگی پر گہری نظر ڈالنے کا موقع ملتا ہے اور ان کی تمام مشکلات اور تکالیف کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو اس کے سدِّ راہ ہوئیں۔ جب وہ خدا کے راستے پر نکلا۔ اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس طرح ان سے نبرد آزما ہوتا ہے اور کس طرح خدا کی تائید و نصرت اسے حاصل ہوتی ہے۔

میں احباب جماعت سے یہ گہری امید رکھتا ہوں کہ وہ مولانا موصوف کے ساتھ ان تمام بھائیوں کو کثرت سے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اللہ کے آگے اس لئے بیچ دیا ہے کہ سچائی اور اچھائی کو دوسروں تک پہنچا سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل ۲۵۵۴۱

میں طاہرہ جیس زوجہ رانا مسعود احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت غربی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۸۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

(۱)۔ زیورات طلائی دس تولہ مالیتی ۲۲۰۰/- روپے

(۲)۔ حق مہر وصول شدہ مبلغ ۲۰۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاستہ

طاہرہ جیس ۲۲/۴ دارالرحمت غربی ربوہ

گواہ شد بنمبر ۱۔ عبدالغفار ولد خدا بخش صاحب وصیت نمبر ۱۶۴۶۷

گواہ شد نمبر ۲۔ محمد اکرم وصیت نمبر ۱۷۸۰۹

مسل ۲۵۵۴۲

میں شائستہ نوریہ بنت چوہدری عبدالغفور صاحب قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالرحمت غربی ربوہ آج بتاریخ ۱/۳/۸۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر دو ہزار روپے

۲۔ طلائی انگوٹھی وچوڑیاں وزنی ایک تولہ مالیتی دو ہزار روپے

اسوقت مجھے مبلغ دو صد روپے ماہوار بصورت خرچ ونوش مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاستہ

امۃ السلام ۱۲/۳۴ دارالعلوم شرقی ربوہ

گواہ شد نمبر ۱۔ ناصر احمد ولد خاوند موصیہ

گواہ شد نمبر ۲۔ رحمت علی خان صدر جماعت محلہ دارالعلوم شرقی ربوہ

مسل ۲۵۵۴۴

میں محمد امین طاہر ولد شیر محمد صاحب قوم آرائیں پیشہ تعلیم عمر ۲۳ سال ۵ ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵/۲/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل فی الحال کوئی نہیں اسوقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد

محمد امین طاہر ناصر ہوسٹل ربوہ

گواہ شد نمبر ۱ سید طاہر محمود وصیت ۲۲۸۹۶

ناصر ہوسٹل ربوہ

گواہ شد نمبر ۲ مبشر احمد طاہر وصیت ۲۲۸۳۳

مسل ۲۵۵۴۵

میں عبدالاول خان چوہدری ولد ڈاکٹر چوہدری عبدالصمد خان صاحب قوم پٹھان پیشہ تعلیم عمر ۱۹½ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈھاکہ بنگلہ دیش حال ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں اسوقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد

چوہدری عبدالاول خان ولد ڈاکٹر عبدالصمد خان

ناصر ہوسٹل ربوہ

گواہ شد نمبر ۱ خالد محمود سدھو وصیت ۲۴۰۹۲

ناصر ہوسٹل ربوہ

گواہ شد نمبر ۲ فہیم احمد شاہد وصیت ۲۱۳۱۱

ناصر ہوسٹل ربوہ

مسل ۲۵۵۴۶

میں مشہود احمد ظفر ولد محمود احمد ظفر آف لاہور قوم پاکستانی پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۲/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔ اس وقت مجھے مبلغ ساٹھ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد

مشہود احمد ظفر ناصر ہوسٹل ربوہ

گواہ شد نمبر ۱ خالد محمود سدھو ربوہ وصیت نمبر ۲۴۰۹۲

گواہ شد نمبر ۲ سید طاہر محمود ماجد ربوہ وصیت نمبر ۲۲۸۹۶

اگر آپ مثالی طفل بننا چاہتے ہیں — تو

- نمازیں باقاعدگی سے ادا کریں
- تلاوت قرآن کریم ہر روز کریں۔
- مجلس کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں
- کبھی بھی کسی کو گالی نہ دیں۔
- جھوٹ نہ بولیں۔

اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ یقیناً ایک مثالی طفل ہوں گے۔

(ایڈیشنل سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

۲۹ رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست جماعتیں خود بنائیں

امسال ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ کے بیرون ملک تشریف فرما ہونے کے باعث ۲۹ رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست سلسلہ چندہ تحریک جدید قدرے جلدی تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ مرکز میں رقوم بروقت پہنچنے کے انتظار میں اگر اس فہرست کی تیاری منحصر رہی تو کئی افراد کے ناموں کے رہ جانے کا خدشہ ہے۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ ہر جماعت ۲۷ جون ۱۹۸۴ء تک کی وصولیوں پر مشتمل فہرست خود تیار کرے اور ۲۸ جون بروز جمعرات دفتر ہذا میں پہنچا دے۔ تاکہ تحریک جدید کا چندہ سو فیصد ادا کرنے والے مخلصین کے لئے اسی روز حضور انور کی خدمت میں بھجوا دی جائے۔

ذیلی تنظیموں سے اس کار خیر میں تعاون کرنے کی درخواست ہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

دعائے مغفرت

● — میرا بڑا پوتا ابرار احمد ابن ذوالفقار احمد (چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ) ۲۶ اپریل کو اپنے والد ذوالفقار احمد سے ملنے لندن آئے اور ۲۹ اپریل کو رات ۱½ بجے دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا اور چند منٹوں ہی میں اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم ہر دل عزیز خوش مزاج دین کا خادم تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد از راہ کرم حضور ایدہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کریں۔

(عبدالغفار۔ فوٹو اسپیڈ حیدرآباد)

● — خاکسار کی خوشدامن رحیماں بیگم زوجہ شمس دین قضائے الٰہی سے مورخہ ۲۱/۵/۸۴ کو وفات پا گئیں۔ احباب جماعت سے مغفرت و بلندی درجات کے لیے درخواست دعا ہے۔

(کرامت حسین مختار اورنگی ٹاؤن کراچی)

الفضل نہ ملنے کی شکایات

امراء و صدر صاحبان متوجہ ہوں

جملہ امراء صاحبان اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ بعض مقامات سے الفضل کے اخبار کے نہ ملنے کی شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے بقیہ مقامات پر بھی الفضل کے پہنچنے سے متعلق تشویش ہے۔ اس لیے امراء کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہ کرم اپنی جماعتوں میں یہ اعلان کروا دیں کہ جن احباب کو اخبار الفضل نہیں مل رہا وہ دفتر الفضل سے رابطہ پیدا کریں تاکہ اس کا کوئی حل نکالا جا سکے۔

۲۔ امراء کرام کی خدمت میں یہ بھی درخواست ہے کہ اگر ان کے حلقہ جات میں پرچہ تسلی بخش طور پر نہیں مل رہا تو اس بارہ میں اپنی تجویز سے بھی آگاہ فرمائیں کہ اس مشکل کے حل کے لیے کیا صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔

(مینجر الفضل)

پیارے اطفال بھائیو

- کیا آپ پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔
- کیا آپ نے اس ماہ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھ دیا ہے۔
- کیا آپ سر پر ٹوپی پہنتے ہیں۔
- کیا آپ اپنے کسی بھائی سے ناراض تو نہیں ہیں۔

(سیکرٹری تربیت اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

"ارشادات" (صفحہ اول سے آگے)

اس سے آتی ہیں اس لئے یہ بہت ہی مبارک مہینہ ہے۔ ہمیں سنبھالنے اور پناہ دینے کے لئے عین وقت پر آیا ہے۔ اس لئے بہت دعائیں کریں اور خاص طور پر اپنے رب سے اس کی محبت مانگیں۔ اللہ کی رضا تلاش کریں۔ اس سے التجا کریں کہ اے خدا! ہم تیری رضا پر راضی ہیں جو بھی تیری رضا ہے ہمارے لئے ٹھیک ہے۔ لیکن ہم بہرحال تیری پناہ میں آتے ہیں۔ ہمیں لپیٹ لے۔ ہمیں چھپا لے۔ ہماری کمزوریوں سے پردہ پوشی فرما۔ ہماری غفلتوں کو دور فرما دے اور ہماری پناہ بن جا۔ ہمارے لئے قلعہ بن جا جس کے چاروں طرف تو ہی تو ہو اور دشمن ہم تک نہ پہنچ سکے جب تک تجھ پر حملہ آور ہو کر نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہم نے گویا اپنی زندگی کا مقصد پا لیا جس کو خدا مل جائے اس کو پھر اور کیا چاہیئے؟"

(الفضل ۲۶ جون ۱۹۸۳ء صفحہ ۳-۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منسوخی مختار نامہ خاص

مکرم سردار نور احمد صاحب مرتضےٰ کے نام صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کی طرف سے جاری کردہ مختار نامہ خاص کو اس اعلان کے ذریعہ منسوخ کیا جاتا ہے

(ناظم جائیداد)

الفضل کی اشاعت ۱۵، ۲۰ ہزار تک پہنچائیے!

حضور ایدہ اللہ کی آرزو

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش یہ ہے کہ "الفضل" کی اشاعت صرف دس ہزار نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ۱۵-۲۰ ہزار تک جا پہنچے ——— آپ اپنے آقا کی آرزو پوری کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ اپنا دل ٹٹولیئے!

(مینجر الفضل ربوہ)

کھیلوں کا سامان

● فٹبال ● والی بال ● ہاکیاں ● بیٹ ● پیڈ ● کیرم بورڈ ● ٹیبل ٹینس ریکٹ ● بیڈمنٹن ریکٹ وغیرہ دستیاب ہیں۔

شاہد شاپنگ سنٹر

افضل مارکیٹ گول بازار ربوہ

(دکان صبح ۹ بجے سے رات ۹ بجے تک کھلی رہتی ہے)

عید

کی خوشیوں کو دوبالا کرنے کے لئے ایک بار پھر ہم نئے، دیدہ زیب و دلکش ڈیزائنوں کے ساتھ عنقریب حاضر ہو رہے ہیں۔

کچھ روز انتظار فرمائیے!

پک اینڈ پے

شاپنگ سنٹر: کالج روڈ۔ ربوہ